الحمد لله الذي نور قلوب العارفين بنور المعرفة

الحمد للہ والمنہ کہ یہ کتاب لاجواب لیقت آب بہ آداب مزاج پیر و مرشد و نیز عزیزان مع حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ شاہ جی میاں قدس اللہ سرہ العزیز میں منتخب کرکے

گلدستہ باغ حضرت محمد شیر شاہ

المعروف بہ

گلہائے سعادت دارین فاتحہ مسمّٰی

۱۳ ہجری ۴۲

حسب الارشاد جناب مولانا مولوی حاجی محمد بشیر صاحب خلیفہ حضور و پیر و مرشد شاہ جی میاں قدس سرہ کے

روزانہ "اخبار" پریس بریلی طبع کرائی

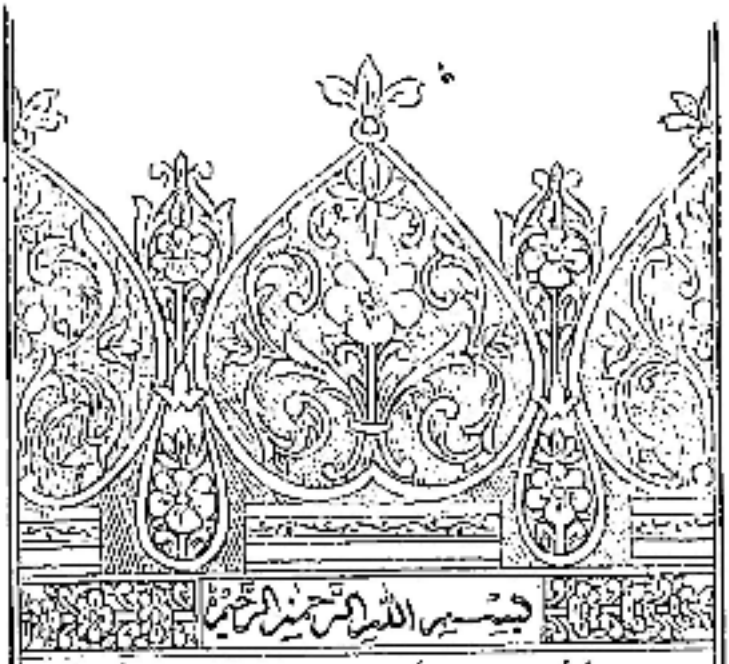

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الدنیا والآخرۃ والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ واہل بیتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد - واضح ہو کہ اس بندۂ ناچیز مولوی محمد بشیر سے چند برادران طریقت نے اپنی خواہش ظاہر کی کہ آپ کو مناسب ہے کہ جو پیر و مرشد کے آداب اور جو شرائط طریقت میں ضروریہ مریدوں کیواسطے ہیں ہم لوگوں کو اُنسے آگاہی ہونا چاہیئے۔ لہذا بندہ نے کوشش کر کے حضرت شاہ جمال اللہ شاہ صاحب کی کتاب میں جو مبسوط الحال ہے۔ اوس میں سے مختصر طور پر فارسی سے اُردو میں نقل کر کے اور حضرت پیر و مرشد قبلہ وکعبہ کی شان کی غزلیات جمع کر کے اس میں شامل کئے۔ اور نام اسکا گلدستہ حضرت مخدوم شیر میاں رکھا۔

فقیر ہمیشہ دعا گو رہے۔ موافق حدیث شریف الکلمۃ الطیبۃ صدقۃ۔ یعنی دعا ہتھیار مومن کا ہے۔ تاکہ شیطان اوس پر حملہ نہ کر سکے۔

توبہ کرنا فرض ہے۔ اور عبادت کرنے والے کو عبادت کے فرض اور تکبیر ہر دم توبہ لازم ہے۔ اور ولی کو کشف و کرامات اور مقامات سے توبہ کرنا لازم ہے۔ اور استغفار اللہ یعنی توبہ۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب ہوتا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے مومنوں کی طرف وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ یعنی پچھلی رات کو توبہ استغفار و طلب بخشش کی یعنی گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔

مرید پر لازم ہے کہ پیر کی خدمت کرے۔ یعنی پیر کے عبادت و خدمت اور سکی عبادت وغیرہ سب کی پیروی کرے۔ یعنی پیر کی خدمت میں مشغول رہے۔ اور اسکی نظر شفقت کی حاصل کرے۔ اور پھر علیحدہ بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہو جائے۔ مثال جس طرح آم کی گٹھلی کسی درخت کے نیچے بوو۔ اور جب وہ ہری ہو جاوے تو اوپر کی لہلہی کونپل کو اس پیڑ سے باندھ دو۔ جب تسلیم پا جائے تو درخت کو سمیت کر دوسری جگہ لے جا کر بو دو۔ تو وہ درخت سرسبز اور شاداب ہوگا۔ اور پھلے رہوگا۔ اور اگر درخت کے نیچے چھوڑ دیا جاوے تو وہ نہ فربہ ہوگا نہ اوس میں پھل آئینگے۔ پس ایسا ہی مرید کا حساب ہے۔ جب تک یہ علیحدہ جا کر نہیں بیٹھے گا جبتک کار آمد نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت پیر و مرشد شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت نعمت شاہ صاحب کی حالت مستی تھی۔ اور بیخودانہ کیفیت تھی کہ ہر دم استغراق میں رہتے تھے۔ اور جب پیر و مرشد اُن کے پاس تشریف لاتے تو اپنے پیر مرشد سے حضرت نعمت شاہ میاں فرماتے کہ تیرے بچے اچھے ہیں؟ پیر و مرشد فرماتے ہیں کہ تو کب تک اس حالت بیخودی میں رہوگے؟ اس حال کو چھوڑو۔ اور سلوک کی طرف آؤ۔ اور پیری مریدی اختیار کرو۔ یعنی مرید کرنا شروع کرو۔ تو نعمت شاہ میاں فرماتے کہ اس کام سے مجھے معافی دے دی جاوے۔ کیونکہ میں اس مرتبہ

کروں گا۔ تو مُرید پیر کے مرتبہ کو پیر کی منزلت کو اور پیر کی عظمت کو نہیں جانتے مُرید بے ادبی کریں گے تو لامحالہ دوزخ کو جائیں گے۔ لہٰذا مجھ کو معاف کر دیجئے اور حضرت پیر و مرشد نے نعمت شاہ میاں سے فرمایا۔ کہ جب تم پیری اور مُریدی نہ کرو گے تو میری فاتحہ کون کرے گا؟ تو حضرت نعمت شاہ میاں نے فرمایا۔ کہ تیری فاتحہ بیت ہو گی! بیت ہو گی!! بہت ہو گی!!![1]

اب اس قول سے یعنی حضرت نعمت شاہ میاں کے حُسن بیان سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ جس قدر مُرید کے دِل میں پیر و مرشد کی بُزرگی و عظمت اور محبت سمائی جائیگی۔ اسی قدر اُس پر انکشاف راہ قلب کا راستہ کُھلتا جائیگا چنانچہ دوسرا فرمان یعنی قول حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمایا کہ آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ عمرؓ تم مجھ کو کتنا چاہتے ہو۔ اور کتنا دوست رکھتے ہو۔ ؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جتنا میرا مال وغیرہ اور جو چیز میرے پاس ہے سب سے زیادہ آپ دوست ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابھی تمہارا ایمان کامل نہیں ہے بس اوسی وقت حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ دوست ہیں۔ آنحضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اب تمہارا ایمان کامل ہوگیا۔ ایسا ہی پیر و مُرشد کا اور مُرید کا بھی راستہ اور تعلق ہے۔ کیونکہ جب مُرید یقین و مال اور آبرو سے زیادہ پیر کا عاشق ہو جاتا ہے۔ تب مدارج کی اور مقامات حقیقی ظاہری و باطنی پیر و مرشد اوس پر کُھل جاتے ہیں۔ اور قلب اُس کا انوار الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔ اور دوئی کا پردہ درمیان سے اوٹھ جاتا ہے۔ اسی لیئے کہ فرمایا۔ مولانا رومؒ نے

---

[1] یہ دعا جو تمنی یعنی فاتحہ کا سلسلہ حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے جاری ہوا کہ نام محمد صادق یہ ظاہر ہے کہ ہزار ہا جگہ فاتحہ ہوتی رہتی ہے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ انہیں کی دُعا کا فیض ہے۔

[illegible]

نسبت احمد اوسی سے ہے فرق نہ کر نسبت و شاہ [illegible]

طالب اور عشق و محبت میں اپنی ہستی سے گذر جاتا ہے۔ تا عشق حق میں فنا کے عاشق بن جاتا ہے۔

مرید کو چاہیئے کہ پیر بن کے بیٹھے جب تک کہ پیر و مرشد اس کو اجازت نہ دے۔ اور وہ اجازت بھی منجانب اللہ ہو۔ چنانچہ اسی اجازت کے متعلق یہ حکایت بیان کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ۔ یوسف حسین ایک شخص بہت خوبصورت اور جوان تھے۔ ایک باغ میں اُن کا گذر ہوا۔ بادشاہوں کے بادشاہ کی لڑکی نے اوسے دیکھا اور عاشق ہوگئی۔ اور اُن کے پیچھے دوڑی۔ اور عاجزی اور زاری کرنی۔ اور کہنے لگی کہ خدا کے واسطے مجھے مت قتل کر۔ ذرا رُک جا۔ اور یوسف حسین جا تک رہے پیچھے پھر کر نہیں دیکھا۔ رات کو خواب میں یوسف حسین نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام ایک بڑے تخت پر بیٹھے ہوئے اور ہزاروں فرشتے اُن کے پیش و گرد ہیں اور ایک تخت کو آسمان سے اُترتے ہوئے زمین پر آرہا ہے یوسف حسین نے دیکھا۔ تو اُن کی طرف چلے اور جا کر سلام کیا اور کہا کہ یا نبی اللہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیری زیارت کو آیا ہوں۔ اور مجھ کو پروردگار عالم نے بھیجا ہے اور کہا کہ اے یوسف ایک یوسف تو ہی ہو۔ اور ایک یوسف یہ بھی ہے۔ تم نے قصد کیا زلیخا پر گر ہم نے تجھ فضل سے بچایا۔ اور یہ ہمارے حبیب کی اُمت میں سے ہے اس نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ لہٰذا ہم بھی بادشاہوں کی بادشاہی تجھ کو دیتے ہیں۔ اب جاؤ تم اور کہنا یوسف حسین سے ہمارا سلام۔ اور کہنا کہ اب کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑ لو۔ ہم تمہیں مرتبہ دیں گے۔ یوسف حسین خواب سے جاگے اور حضرت زلیخا مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ سال بھر تک وہ خانقاہ میں بیٹھے رہے۔ مگر رعب کی وجہ سے ان سے کچھ کہہ نہیں سکے۔ سال بھر کے بعد حضرت

اسکی جگہ پر یعنی اوس کے بیٹھنے کی جگہ پر نہ بیٹھے اور نہ اپنا سایہ پیر کے جسم پر پڑے۔ نہ اُس کے لباس پر نہ اوسکے بانا پر اپنا پیر بھی نہ پڑے۔ اور اوسکے وضو کرنے کی جگہ پر ہرگز نہ کرے اور اس کے خاص برتن جو کھانے پینے کے ہوں اوسکو اپنے استعمال میں نہ لاوے کیونکہ یہ باتیں بھی بے ادبی میں شامل ہیں اور پیر و مرشد کے سامنے نہ کھائے اور نہ پیئے اور نہ کسی سے بات کرے اور نہ دوسرے کی طرف متوجہ ہو اوسکے سامنے اور جس طرف پیر کا مسکن ہو اُس طرف کو پاؤں نہ پھیلائے نہ اُس طرف کو تھوکے اور پیر سے جو کچھ عمل صادر ہو اوسکو بہتر جانے اگرچہ وہ بظاہر وہ بات نہ معلوم ہوتی ہو آوے اپنے دل میں یہ سمجھتا رہے کہ پیر و مرشد جو کچھ کرتے ہیں وہ الہام الٰہی سے کرتے ہیں میری عقل وہاں تک نہیں پہونچ سکتی ہے چنانچہ یہ قصہ قرآن شریف میں موجود ہے حضرت علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ پوشیدہ نہیں۔ اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تقریر پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہ ہوگی اور جب پیر و مرشد کی طرف محبت کی اور عشق کی راہ کھل جاوے تو مرید کو جو کچھ پیر و مرشد سے صادر ہوتا ہے تو اوسکو اپنے لئے ثواب اور بہتر سمجھنا چاہیئے اور مرید پیر کی پیروی کرکے کھانے اور پینے اور سونے اور عبادت کرنے میں اسی کے طریق پر کرنا چاہیئے[۵۴] اور ایک ہی عمل کے درپے ہو جانا چاہیئے۔ یعنی دنیا اور آخرت سب سے خیال کو توڑ کر

[۵۳] حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مُرید کی بڑی شہرت ہوئی کہ وہ ریاضت اور مجاہدہ اور محنت میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے۔ لوگوں میں آن کر تعریف کرتے پیر و مرشد نے فرمایا کہ مجھکو یقین نہیں جب تک میں امتحان نہیں کروں گا بس اوسکو پیر و مرشد نے بلوایا اور خادم سے کہدیا کہ جس وقت وہ مصافحہ کرچکے ایک پتھر لیکر اس کی پیٹھ پر زور سے مار دینا پس جسوقت وہ مصافحہ کرچکے اس نے پتھر مارا تو اُس نے اُسکی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور زبان سے کچھ نہیں کہا پیر و مرشد نے فرمایا کہ ابھی یہ کچا ہے ابھی پکا نہیں تو اس نے نگاہ دوسرے کی طرف کیسے اُٹھائی ۱۲

[۵۴] ناکرا اوسکو فنا ہونے کا درجہ حاصل ہو ۱۲ +

دخل کے درپے ہو جاتے[۵۵] اور پیر کی ہر ایک حرکت و سکنات بات چیت میں کسی طرح کا اعتراض نہ کرے۔ اگر چہ وہ بات شریعت کے خلاف ہو جب بھی اعتراض نہ کرے۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ اُن کے فیض سے محروم رہنا ہے۔ اور تمام مخلوقات سے بدتر وہ شخص ہے کہ جو اس گروہ عالیہ کے بزرگوں پر عیب لگاتا ہے۔ چنانچہ مولانا روم صاحب کا شعر ہے ؎

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں متاع لعنت است

اور اپنے پیر سے کرامات وغیرہ طلب نہ کرے کیونکہ کسی مومن یا فرشتے نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب نہیں کیا معجزہ طلب کرنے والا کافر اور منکر ہے۔ ایسے ہی مرید بھی کرامات طلب نہ کرے چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جنگل میں لکڑیاں چنگاتے تھے ایک شخص ان کے پاس پہونچا اور کہا کہ حضرت کچھ کرامات دکھائے تاکہ میں آپ کا مرید ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا چاہتا ہے کہا کہ تازے تازے انگور چاہتا ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھری تھی۔ چھری کو پتھر پر مارا۔ اور چھری کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا اپنے آگے گاڑا اور دوسرا ٹکڑا اسکے آگے گاڑا۔ دونوں ٹکڑے چھری کے ہرے درخت انگور کے ہو گئے۔ اور دونوں میں انگور آئے۔ اُسی وقت۔ مگر انگور خلیفہ کے سامنے جو آئے وہ سفید تھے۔ اس شخص کے سامنے جو انگور آئے وہ کالے تھے اور کھٹے تھے۔ اُس شخص نے کہا کہ یہ کیا بات ہے حضور[۵۶]؟ آپ نے فرمایا کہ نوکر کرامت دیکھ کے مُرید ہوا۔ اور میں بے کرامت دیکھے مرید ہوا ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر فیض باطنی میں اگر کسی قسم کی کمی ہو تو اپنے تصور کو پیش نظر رکھے۔ اور اگر کوئی واقعات اس پر مشکل ہو جائے اور اس کی سمجھ میں نہ آئے تو پیر و مرشد سے دریافت کرے۔ چنانچہ حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

[۵۵] جب تک زمین کے اندر بیج نہیں چھپتا ہے درخت نہیں اُگتا ہے ۱۲

[۵۶] کہ آپ کے سامنے سفید آئے اور میرے سامنے کالے آئے ۱۲

ایک مرتبہ پیر ہمدانیت کا مقام کہ یعنی زمین اور آسمان اور جو کچھ ہے سب نور ہی نور نظر آتا تھا تو خوف کی وجہ سے پیشاب پائخانہ بند ہو گیا۔ کہ حضور اب میں پیشاب پائخانہ کہاں جا کر پھروں۔ پیر و مرشد نے فرمایا کہ پیشاب پائخانہ بھی نور ہی ہے نور پر نور اگر کرے تو کچھ ڈر کی بات نہیں اور پیر و مرشد سے بغیر اجازت کے بُدا نہ ہو۔ اور اپنی آواز پیر و مرشد کی آواز پر بلند نہ کرے اور چپکا کر اُن سے بات نہ کرے۔ یہ بھی بے ادبی میں شامل ہے۔ اور اگر فیض کسی بزرگ بالقہ یا بالمشافہ سے پہنچے وہ بھی اپنے پیر و مرشد کی جانب سے سمجھے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ادب کی رعایت کرے۔ مثل مشہور ہے کہ بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا۔ اگر کسی امور میں عبور ہو جائے اور نہ ہو سکے تو تصور کو اپنے اوپر رکھے۔ پیر کی جانب نہ لے جائے۔ اور اگر اپنا تصور نہ جمائے اور ادب نہ کرے تو بزرگوں کے فیض سے بے نصیب ہے۔

غزل

پریم نگر کی راہ کٹھن ہے منجدھار میں چل کیا کرو
ضد کم کر جی ہو کر خودی کو اپنی فنا کر دو
بود کو نابود سمجھو ہستی کو سمجھو عین بقا
مندر میں کیا مورت پوجے مسجد میں کیا سجدے

رام نام کو من میں جپو تو بھجن گرو کا کیا کرو
تن من اپنا گرو کا سمجھو اسی اگن میں جلا کرو
کچھ نہ آوے کام تمہارے لاکھوں پوتھی پڑھا کرو
ارے رام بن کی راہ نرالی بن کی لالا جا کرو

محمود شاد گرو کو لیو۔ اور گرو بن کچھ نہ کہا کرو
ہر دم نشے کو گرو مناوے گرو کی بیاں پڑھا کرو

لہ اگر نو پہنچے خانہ پیشاب پھرے گا۔ تو بے ادبی ہو گی۔ تب پیر و مرشد سے جا کر کہا۔ ۱۲

شجرۂ طیبہ سلسلۂ پیر غلامان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد تیری کیا ہو رب العالمیں — ہے تو اجلوہ دونوں میں جہاں میں
دیکھ دل میں اپنے اے مرد فقیر! — طلعت حضرت محمد مشہور
ہیں مریض عشق کے نادر طبیب — لے ہوا سے سرفت سے خوش سب
قطب عالم نور جہاں روشن ضمیر — ہستا حضرت محمد شیر پیر
نقد جان و دل تو کر اُن پر فدا — تا کہ ملوائے تجھے اللہ خدا
روح کو حاصل ہو راحت ذکر سے — عقدہ مشکل کیا ہے پیر سے
بالیقیں تجھکو خدا مل جائے گا — دل میں رکھ مہر و محبت پیر کی
ہے اویسی عشق جان پر کمال — دیکھ تو احمد علی سبحانی
شکل جن کی دیکھ مل جائے خدا — دو جہاں میں رب کرے تیرا بھلا
شاہ درگاہی میاں کا لے تو نام — ذکر کر اپنے دل میں کر مدام
رکھ ارادت شاہ جمال اللہ سے — جو بچے کونین کی دولت سے
پیر قطب الدین کو ہر دم پکار — دیکھ لے پیر بلا غرقاب کی بہا۔
پیر ہیں رہبر ترے خواجہ رہبر — دور کر دل سے تو اپنے فکر غیر

روح دل پیاسے مُردہ ارجمند
کر رقم حضرت محمد اتقیاء
نوابۂ معصوم باسدق وصفا
جام وحدت کا مجھے بھی ہو عطا
شیخ احمد شاہؒ سرہندی میاں
ہیں مجدد الف ثانی جگیاں
حضرت شاہ سکندرؒ اولیا
ہوش دردم کیجیے کیجے عطا
غیر کی الفت کو تو دل سے نکال
رکھ کمال کہتلی کا تو خیال
کیجیے مجھ پر کرم حضرت فضیلؒ
تو دل حاصل ہو حضرت کے طفیل
ہو سفر بخیر کو میسر در و فن
شہ گدا خلوت سے در انجمن
شاہ شمس الدینؒ حضرت محترم
ہو نظر میری ہمیشہ بر قدم
بوالفضلؒ کے کام دل آرام جاں
ہیں گدا دان شاہ عارفاں
شاہ شمس الدینؒ لحرانی عقب
نفس ہو مغلوب حضرت کے سبب
انتخاب پیشوا سید فضیلؒ
ہر غم کا دور ہو فوراً و سبیل
یاد کر حضرت بہاء الدینؒ شاہ
تا نہو تو دشمن دیں سے تباہ
باب عرفاں پر پہونچ ایدل شتاب
پیر و رہبر ہیں میاں عبد الوہابؒ
شاہ شرف الدینؒ دیجے گا خبر
نفس شیطاں سے نہو بچہ کو ضرر
ہیں میاں رزاقؒ تیرے پیشوا
مانگ لے دل اُن سے رہنمائی خدا
غوث الاعظم سرگروہ اولیا
نام نامی آپ کا جس نے لیا
نفس دوزخ ہوئی گلشن حرام
دیکھ لے خلد بریں میں وہ مقام
تو سعید نامدار و باخدا
شاہ جیلانیؒ کے وہی ہیں پیشوا
بوالحسن شاہ ولایت نام پاک
ورد کر ایماں کہ ہو دشمن ہلاک
بوالفرح کو یاد کر تو اے جنی
جس سوا اے دل تجھکو ہے نسبتی
حضرت بوالفضلؒ کامل اولیا
درد دل کی مانگیے اُن سے دوا
حضرت عبد العزیزؒ باکمال
اُن کی صورت کا ذرا کر دل خیال
حضرت بوبکر شبلیؒ نام ہے
جو طریقت کی تجھے منزل طے

سرور عالم شہ دارین کا
اے میرا مرکز تمنا دل یا نبی
حضرت عروف کرخی پیشوا
ہیں محبت حق کے شیدا حضرت
ہیں محبت کرو اسلے حبیب باخدا
حضرت سری سقطی نام ہے
یا نبی سقطی حق شیدائی حق
اے رسول اللہ کرم کی دولت سے
یا رسول اللہ کرم کی دولت سے
واسطے حسنین کے یا مصطفےٰ
واسطے خاتون جنت کے صدقے
واسطے بوبکر صدیق عتیق
واسطے عثمان ذی النورین کے
چاردہ معصوم کا صدقہ حضور
رہو محشر میں شفیع روز نشور
کیجیے میری شفاعت یا رسولؐ
جنت الفردوس ہو میرا محل
پیر و مرشد پر کروں میں جاں نثار
دور غفلت سے رہوں میں ہوشیار
کوئی دم خالی نہ جائے سانس کا
سلسلہ جب تک رہے الفاس کا
نور سے سینہ مرا معمور ہو
قلب کی ظلمت مری کافور ہو
پیر و مرشد کی مجھ سے ہو مدد
راہ حق میں صرف ہو نقد و نقد
تن سے نکلے روح جس دم یا خدا
فیض مرشد سے حق ہو مبتدا

موت کی سختی مجھے آسان ہو
خاتمہ بالخیر با ایمان ہو

بحق رحمۃ اللہ علیہ

شاہ جی ترے پروانوں نے پایا ہے یہ رتبہ | موتی کو وہ چھوتے نہیں ایک دانہ سمجھ کر

غزل

اٹھا ہے آنکھ سے پردہ محمد شیر مولیٰ کا | ہوا ہے جلوہ گر جلوہ محمد شیر مولیٰ کا
تصور دل میں کرتا ہوں میں جب مرغوب صورت کا | تو اٹھتا ہے سراپردہ محمد شیر مولیٰ کا
کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی | مگر میں تو ہوا شیدا محمد شیر مولیٰ کا
جناب غوث اعظم کا سر پر ہے سایہ | نہ چھوٹے ہاتھ سے پلا محمد شیر مولیٰ کا
یہی دل کی تمنا ہے یہی ہے آرزو میری | کہ ہو ورد جگر پیارا محمد شیر مولیٰ کا
جلا دو تم مرا دل شید اکو بس میں ایک شعلے سے | لگا کر قلب سے نعرہ محمد شیر مولیٰ کا
نہ ہو سوز جگر کیوں آہ میں میرا دل گشتہ | میں ہوں مارا ہوا اس کا محمد شیر مولیٰ کا
خدا کے واسطے دیتا ہوں تجھ کو اے تصور میں | جاوے قلب پر نقشہ محمد شیر مولیٰ کا
ہمیں تو لگ گئے اے آسی اس منزل میں آباد | رہے آباد یہ جنبہ محمد شیر مولیٰ کا

غزل دیگر

عارف ذات خدا حاجی محمد شیر ہیں | اس لئے عرفاں نما حاجی محمد شیر ہیں
عاشق نام خدا شیدائے ختم الانبیا | زیب بزم اولیا حاجی محمد شیر ہیں
صاحب دانش کا جبہ ملا ہے آپکو | غوث اعظم کی قبا حاجی محمد شیر ہیں
شاہ جیلاں کے تصدق میں قطب الاولیا | فخر دیں پر فدا حاجی محمد شیر ہیں
فقر کی گلی کا ہر ڈورا شعاع طور ہے | نور کی گلی میں کیا حاجی محمد شیر ہیں
کملیاں وہ کوملی صدیق والی کملیاں | جن کے جلووں کی ضیا حاجی محمد شیر ہیں
حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان پر | جان و دل سے شیفتہ حاجی محمد شیر ہیں
دو جہانے پاک جو مولا علی کو حق نے دی | اسکے وارث آپ با حاجی محمد شیر ہیں
دوش آدم پہ جو ہے تاج ختم الانبیا | اسکے سایہ میں سدا حاجی محمد شیر ہیں

تن تمنا [illegible]
حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حشر تک لہرائیے [illegible]

غزل

مرشد باصفا محمد شیر | [illegible]
نور ذات خدا محمد شیر | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

ہے بہر طور برگزیدہ حق — تیری ایک ایک ادا پر ہو نثار
دل مضطر کو اب قرار نہیں — شکل زیبا دکھا محمد شیر
غیر سے کیا کہوں کہ ہوں تیرا — تو ہی کر دے بھلا محمد شیر
مرض قلب سے نجات ملے — تیرے صدقے میں یا محمد شیر
ہو عطا تیرے دل کو بہجت — میرا پریشان ہوں یا محمد شیر
ہو دلاور پہ اب نگاہ کرم — اے سپہر سخا محمد شیر

غزل دوگانہ

مرجاؤں کیوں محمد شیر مرشد پیر کے قربان — غلامی آپکی پائی میں اس تقدیر کے قربان
سنا کرتا کسی سے ماجرا جناب غوث اعظم کی — مسخر کر لیا دل کو میں اس تسخیر کے قربان
حرارت آگئی دل پر جناب عشق کی فوراً — لکھا جب نام مرشد کا میں اس تیر کے قربان
لگا کر ضرب سینے سے نکالا دل — جگر جس کا نشانہ ہو میں ایسے تیر کے قربان
میں تھا بیمار سخت تو مرشد نے دوا بخشی — تو پیتے ہی بنا گندنا میں اس اکسیر کے قربان
مسئلہ قادریہ سنا کر دیا مجھ کو — محمد شیر مرشد آپ کی تدبیر کے قربان
کریں اللہ یاد ایسی میں اللہ کہتے ہیں — دل و جاں کیجئے مرشد کی اس تقریر کے قربان
تو ہے برق تجلی یا کہ دار عشق جاناں ہے — کیا سب بزم کو گھائل تری شمشیر کے قربان
لگا کر تو دماغ و دل میں سودائی بنایا ہے — میں ہوں اے شعلۂ الفت تری تاثیر کے قربان
مبارک ظرف ہے وہ جو کرے مخلوق کی خدمت — چلے راہ خدا میں جو میں اس کفگیر کے قربان
خدا جب ذکر کرتا ہے میں ایوان اول میں — تو ہم بھی ہیں دل و جاں سے بس اس توقیر کے قربان
فضا ہے رات گونج پر کلام اللہ اترا ہے — میں جاؤں یا رسول اللہ اس تفسیر کے قربان
مقیم کنج تن ہیں فوج شاہ عشق و عالی — بنایا کیا قلعہ یا حق تیری تعمیر کے قربان
بچایا راہ دوزخ سے بتائی راہ جنت کی — ہوئے مرشد سے ہادی تیری تدبیر کے قربان
دعا کرتے ہی ملتی ہیں مرادیں نامرادوں کی — مرے مرشد میں جاؤں آپکی تاثیر کے قربان

دکھاتا ہے تو جب تجھ تن کی پیر کامل صورت — دجاں سے اور تو کیوں نہ ہو تصدق کر دیں

غزل

میں شیر میاں ہی کی جو لن جنوں کی — جلا کر کے تن میں ہوں دھونی جنوں کی
میں شہ ہی کے دیکھن کو روز جوتی — پیا تجھ سے رہنے کا مسکن جنوں کی
یہ تن ہے پرمن سے یہ دل یہ جلا ہے — لہو جا میں مستیاں یہ مہراہی کرے ہے
میں ٹلنا لگا کھ پہ پسل مٹے کا — کی پیر و مرشد کی وہ ہے رہنی
بندھا کر کے دھرا پاجنت پیا سے — میں خلعہ ہر ہی مستعد ہوں
میں چن چن کے جنت سے پھولوں کی چادر — بناؤں کی مرشد دلہن کا بستر
نظر بھر کے مرشد نے جو تک دیکھا — تو سر تا قدم مرشاب مست ہوں
وہ یا ہو کا جس دم بجائیں گے لہرا — تو ہر اکے میں مست مست ہوں
محبت میں مرشد کی ایسا اثر ہے — کہ سینہ میں نور خدا جوہ کرے
اگر تجھ ہم مرشد کی جو پر نظر ہے — تو ایک آن دا میں دو دستگیر ہوں

غزل

بھر دے مرا پیمانہ — ساقی دل
ساقی جید پیاس لگی ہے۔ تیرے کرم کی آس ہوئی — پیاسا ہوں پیمانہ بھر دے
مے کا پیالہ گھومتا آئے۔ ہونٹوں کو تیرے چومتا آئے — پیاسا ہوں پیمانہ بھر دے
مست کہاں تک سر کو دھنے گا۔ توبہ توڑ کے کب تک — پیاسا ہوں پیمانہ بھر دے
کعبہ سے اٹھیں کالی گھٹائیں تو میں جنت — پیاسا ہوں پیمانہ بھر دے
مست کا ساقی نظر بھی دیکھا ساقی اپنی — پیاسا ہوں پیمانہ بھر دے
دل کی لگی نے آگ لگا دی جس سے قیامت — پیاسا ہوں پیمانہ بھر دے
ساقی تری ہر بوند ہے ترانی — پیاسا ہوں پیمانہ بھر دے

جام مے کی خیر ہو ساقی میخانہ کی سیر ہو ساقی ناز معشوقانہ

خوب خبر لی ساقی کوثر نے مے خواری سے بل جا کر
خاک ہوا پروانہ رہ شمع دل لے لے نذر اللہ

غزل

سپر ہوں کب تک میں دور یا نہ محمد شیر یزدانی
کہوں کیا غم کا افسانہ محمد شیر یزدانی

تمہارے ہاتھ سے ساغر پیا جس بار اٹھا
عجب ہے داد میخانہ محمد شیر یزدانی

چراغ بزم اسرار حقیقت ذات والا ہے
تمہارا ہوں میں پروانہ محمد شیر یزدانی

تمہیں ہو ساقی میخانۂ عرفاں مرے آقا
پلا دو ہر کے پیمانہ محمد شیر یزدانی

شہ اقلیم وحدت صاحب جود و سخا تم ہو
مری صورت گدا یا نہ محمد شیر یزدانی

تمہارے در سے ناکامو کو نایاب فیض ملتا ہے
یہ ہے دربار شاہانہ محمد شیر یزدانی

شراب عشق و رحمت سے نہ کیوں سرشار ہو دل ہو
کہ دل ہے فیض کا خانہ محمد شیر یزدانی

کف پائے اقدس کی کہا خاک ہو صفت مجھ سے
ہے سر پر تاج شاہانہ محمد شیر یزدانی

مرادیں کیوں نہ دو پائے جو در پر آپ کے آئے
یہ در ہے فیض کا خانہ محمد شیر یزدانی

تمنا ہے کہ ہاتھ آئے تمہارے دست اقدس سے
سلسل زلف کا شانہ محمد شیر یزدانی

ہو تم حیدر علی شاہ بیکس کے نایب الاوقات پیارے
نہو ہم میں تم سے بیگانہ محمد شیر یزدانی

ہو رحمتیاں آپ کی مولی ادھر نظر کرم کیجئے
میرے مقبول منانہ محمد شیر یزدانی

غزل دیگر

محمد شیر صاحب عاشق زار تم پر ہو
نثار تم پر ہو

شریعت میں محمد شیر ہادی ہو سلام تم پر ہو
طریقت میں نہیں یہ بات کہنے کی کہ کیا تم ہو

غزل ۱

ہے خودی عشق میں پنہاں وہ ادا ہے
ظلم وہ ہے کہ جس پہ نہ کہ سکا ادا ہے
پردگی میں اُن کی پردہ دری کا ادا ہے
ہو قیس بے مثل نہ کیوں نوحہ سنج میرے
آپ کی ذات مقدس کے سوا یار مرے
خاک کوئے شاہ جگر شیر ہے اکسیر مزاج
کیا نثر ہے میرے مخلص اہل دول
کوئی کچھ کہتا رہے کسی سے کچھ غرض کا نہیں
میرا والی میرا آقا میرا مولیٰ اور ہے
ہو رہا ہے ہو رہا ہے ہو رہا ہے ہو رہا ہے
یا نمد شیر کہنا کمال دیتا ہے بلا
بلبل چمن کے یہ لیتیں داؤں کا کہنا اور ہے
ہر جلوہ خاص میں ہے تجلی وہ اس
دل فوق ہے تو نور کا ہمرہ اور ہے
رہے زیادہ رہوں کو تمنا وقت مرگ
جان بھی تم پہ فدا ہو یہ تمنا اور ہے
سال وحدت دو جدا ہیں دو ہے نسبت یہاں
رقص بسمل اور طرز رقص مست دیدار ہے
آپ کی صورت میں پایا جلوہ نور خدا
بات پردے کی کہوں کیا ہے یہ ہے
اب دکھاؤ ہو جاؤ غنچہ کا یار ہیں
پردہ ہے تو ہے دوئی دل کا نشان اور ہے
آپ کا بندہ رہوں ہوں ہو بیچاری میں
میرے دل کی آرزو اسکے وا کیا اور ہے

غزل ۲

دل بیتاب یار ہے جس نے یہ مجھ پہ ڈالا ہے
مجھ سے اتنا ہے نہ بہلانے بہلتا ہے
مرنجر تیرا کہ یہ بیتابی سے ملتا ہے
کوئی یا شاہ ہی ہمدرد دل مضطر ملتا ہے
یہ کیسا خوف ہے کس محبوب کا خوف ہے

لگائی تھی وہ آتش عشق دل پر — کہ ٹھنڈی ہوئی آتش نفس ساری
تصور نے نقشہ وہ دل پر جمایا — کہ آنکھوں میں پھرتی ہے صورت تمہاری
وہ تبسم نما وہ ٹپکتی وہ رونی — وہ نورانی تھی شکل کیا پیاری پیاری
کھلاتے تھے انوکھے گل وہ کیا کہاں — لہکتی تھی جب ریش اقدس تمہاری
دکھاتی تھی کیا شان رحمت کے جلوے — ہمیں چاند سی شکل مرشد تمہاری
لگا کرتی تھیں آستانے پہ بھیڑیں — لگا کرتی تھی خوب صورت تمہاری
تھی بندہ نوازی ہر ایک بشر سے — کیا کرتے تھے گفتگو پیاری پیاری
میاں آپ کرتے وہ مہماں نوازی — کہ ہوتی تھی مخلوق خوش تم سے ساری
بڑی دھوم سے عرس کرتے تھے تم — بجاتے تھے سوڑی وہ سوسن کی تاری
کہتے تھے سب کو نہ خود آپ کھانے — کئی روز تک رہتا لنگر یہ جاری
غریبوں کی رغبت میں جاتے تھے پیدل — نہیں چاہتے تھے کچھ اُن سے اری
لکھوں کیا میں اوصاف مرشد تمہارے — سراسر نمودار تھی خاکساری
میاں تم تو چھوٹے سے حجرے میں رہتے — کہ گوشہ میں ہو خوب ہی یادگاری
بچھایا تھا گڑوڑ بہ گڑ کا کھٹولا — کہ چپلیں نہ پاؤں رہے بیقراری
ہر کثرت کشورے میں رہتے تھے کہتے — کہ غالب رہے صبر ہو بردباری
جو رہتے تھے حجرے میں مرنے تک کہتے — کہ آپ پہ کرتے تھے جاں نثاری
میاں تم نہ سوتے نہ آرام کرتے — عبادت میں راتیں گذرتی تھیں ساری
اگر خواب میں جاتیں آنکھیں کسی دم — تو دل میں رہا کرتی تھی ہوشیاری
مصیبت کو تم نے سدا عیش جانا — کیا نفس کو زندگی سے بھی عاری
چمکتا ہے کیا چشم کی پتلیو نمیں — وہ تل شکل انور میں تھا جو تمہاری

تذکرہ

نگہ شیر مرشد کاملوں میں پیشوا شہر سے

تذکرہ

ہمارے سر میں ہی سودا محمد شیر مرشد کا
میرے دل میں ہے تمنا محمد شیر مرشد کا
ہری حسرت یہ گھٹتی ہے فنا فی الشیخ ہو جاؤں
یہ دیکھو کا شنوہ تب محمد شیر مرشد کا
فرشتے آتے جاتے ہیں فلک سے ہو کے نوبت
سنا کرتے ہیں ہر ہر محمد شیر مرشد کا
اور نہیں دولھا بنا کر تم دیں لے جائیں گی حوریں

جناب غوث اعظم اسکو سینے سے لگاتے ہیں
ہوا ہے دل سے جو شیدا محمد شیر مرشد کا

تصور آگیا ہی قلب میں روئے منور کا
اٹھایا ناز ہے اب پردہ محمد شیر مرشد کا

نہیں کچھ دغدغہ اے بخت خرم شیدیا کا
کہ تیرے سر پہ ہے سایہ محمد شیر مرشد کا

سہرا

سجایا جب مرے مرشد نے اللہ کا سہرا
تو گایا بزم وحدت نے رسول اللہ کا سہرا

جمن یاد ہے وہ دن گلزار میرے پیر و مرشد کا
کہ بخشا مجھکو بھی عشق رسول اللہ کا سہرا

بہار باغ عالم میں محمد شیر مرشد نے
چنا گھہائے وحدت سے بنایا اللہ کا سہرا

کسی کو جب کیا کرتے تھے بیعت مرشد کامل
تو رخ پر ڈال دیتے تھے فنا فی اللہ کا سہرا

چلاتے جب وہ بزم معرفت میں ساغر عرفاں
تو بے خود ہو کے سب گاتے فنا فی اللہ کا سہرا

صفت محبوب سبحانی کی جب محفل میں کرتے تھے
تو ہر جانب سے چڑھتا تھا سبحان اللہ کا سہرا

پڑھ کر سانس کے ڈورے میں خم دیکھا لئے اللہ
دوسرا پڑھتے شیدا کے بسم اللہ کا سہرا

کبھی عرش معلے پر کبھی عشاق کے دل میں
کبھی ہے جلوہ محبوب بیت اللہ کا سہرا

نہ کیوں قربت کی لذت عاشقان دید کو ملتی
بہار بخش اقرب ہے کلام اللہ کا سہرا

کبھی ہے نور گنبد کا کبھی طیبہ کا جلوہ ہے
کبھی ہے طور سینا میں کلیم اللہ کا سہرا

خدا رحمت کرے ان عاشقان پاک طینت پر
کہ مرتے کر سجایا ہے فنا فی اللہ کا سہرا

خدا آباد رکھے ساقیان بزم الفت کو
کہ بخشا دار فانی میں بقا باللہ کا سہرا

بنایا ہے جمیں حاجی محمد شیر مرشد نے
خدا کی حمد کا نعت رسول اللہ کا سہرا

نہا دھو کر میاں بحر فنا میں جب گئے دولہا
تو آیا باغ جاناں سے بقا باللہ کا سہرا

غزل

ہمیں بس ہے مرشد سہارا تمہارا
کیا ناصر حق نے نہارا تمہارا

مرض محبت ہے کشتہ تمہارا
قتیل شہادت ہے مارا تمہارا

ترقی پہ ہے اُنس الفت ہمارا
ہے فیض کس کا عشق اتنا

بھڑکنے لگی آتش شوق دل پر
نظر صاف آنے لگا جلوۂ حق

سمائے ہیں آنکھوں کے پردے میں مرشد
تصور ہوا نشہ عشق تازہ

وہ پردہ اٹھا اور نظر آئے مرشد
کہ دیدہ وہ پیدا ہے سامان

میاں میری آنکھوں کے تارے ہیں مرشد
کہ پردہ ہیں آنکھوں سے

مرے دل میں آؤ سما جاؤ مرشد
ہوا ہے یہ آنکھوں سے

میاں جسطرح چاہو جلوہ دکھاؤ
ہمیں تو ہے ہر وقت

غم ہجر اتنا بھی اچھا نہیں ہے
اٹھایا ہے جو صدمہ

ازل ہی سے مرشد دلوں پر ہے
حضوری نے پایا ہے

نکلنے لگا دل سے یا خوف اخطر
تڑپنے لگا دیدہ شوق

پڑے جان کیونکر نہ وہ دلوں میں
کہ دل پیر و مرشد میں

مریدو تمکو تم بخشواؤ گے حق سے
یہ ہے مرشد کھلے

مرے جرم کتنے مری کیا حقیقت
ہے رحموں کو کافی

جو مانگا وہ پایا کہا جو ہوا وہ +
خدا نے کیا دل

نہ کیوں بار در ہو شجر یہ دعا کا
ہمیں مل گیا جب

دعا کیجئے دست حاجت اٹھا کر
ہمیں بخشدے حق

غزل

مرے دل میں مرشد سمائے ہوئے ہیں
نگاہوں میں تشریف لائے ہوئے ہیں

نظر بزم میں آتے جاتے ہیں جلوے
مرے شاہ جی جلوہ فرمائے ہوئے ہیں

ملی ہے ہمیں شاہ جی کی غلامی
مقدر تو ہر آرزو پائے ہوئے ہیں

جو ہم عشق میں خاک پر لوٹتے ہیں
یہاں آپ ہی کے ستائے ہوئے ہیں

مریدو کرو اب میاں کی زیارت ۔ کہ دو ہفتے سے پردہ اٹھائے ہوئے ہیں
کوئی پیر و مرشد سے یہ عرض کردے ۔ کہ شیدائی ملنے کو آئے ہوئے ہیں
میاں درد فرقت سے آنکھوں میں آکر ۔ بڑی دیر سے ڈبڈبائے ہوئے ہیں
نہ دوں عشق سے دل مریدوں کے خالی ۔ کہ یہ شاہ جی کے بسائے ہوئے ہیں
زیارت کرادو حبیب خدا کی ۔ میاں تم سے ہم لو لگائے ہوئے ہیں
ہوا ہے جو عشق نبی دل میں پیدا ۔ یہ مرشد سے ہم فیض پائے ہوئے ہیں
غرض ہے نہ دنیا سے یا غوث اعظم ۔ تمہاری طرف لو لگائے ہوئے ہیں
مدد کیجئے اب تو یا غوث اعظم ۔ نکیرین مرقد میں آئے ہوئے ہیں
ترستے ہیں صورت کو ہم شاہ جی کی ۔ غم ہجر دل پر اٹھائے ہوئے ہیں
الٰہی کبھی تو میں یہ خواب دیکھوں ۔ کہ مرشد مرے گھر بھی آئے ہوئے ہیں
سنائے کو مجلس میں جنت کے میوے ۔ ملائک طبق بھر کے لائے ہوئے ہیں
نہ نکلیں گے حشر تک دل کے غنچے ۔ یہ گل شاہ جی کو کھلائے ہوئے ہیں
مودب کرو بزم اقدس میں سر کو ۔ قدم پیر و مرشد کے آئے ہوئے ہیں
ہمارا تو اس وقت دل بھر رہا ہے ۔ ہمیں شاہ جی یاد آئے ہوئے ہیں
مزار مقدس پہ پھولوں کی چادر ۔ بصد شوق قدسی سجائے ہوئے ہیں
ترے بخت خفتہ کو اے بخت عاصی ۔ ازل ہی سے مرشد جگائے ہوئے ہیں

غزل

اب چین نہیں ہے میاں بے دیکھے تمہارے ۔ اے شاہ جی پیارے
ان آنکھوں کا نور ہو اور دل کے سہارے ۔ اے شاہ جی پیارے
احمد علی شاہ کے تم لخت جگر ہو ۔ اور نور نظر ہو
تم میں بھلا ایسی طرح ہو کوئی تمہارے ۔ اے شاہ جی پیارے
دریا ہی میں تم ایک نظر شکل دکھادو ۔ مشکل کو الٰہی ٹالنا دو

پھیرتے ہیں ترستے ہوئے نگاہ کو ۔ اے شاہ جی پیارے
فرقت میں سسکتے ہوئے چاہ کو ۔ اے شاہ جی پیارے
یہ دل نہیں قابو میں ہے مرا بھی ۔ اے شاہ جی پیارے
پردہ نہ کھلا حشر میں بس ۔ اے شاہ جی پیارے
بخشا گیا جو قیس کو ۔ اے شاہ جی پیارے
اب دل تیرا نہیں اس کے سوا ۔ اے شاہ جی پیارے
مر جائے یہ فرہاد شہانہ قدموں پہ تمہارے ۔ اے شاہ جی پیارے
مشتاق ہوں پردے ہی سے آواز نہ دو ۔ یا جلوہ دکھا دو
اب چین نہیں ہے دل مضطر کو ہمارے ۔ اے شاہ جی پیارے
بخشش کا کوئی کام نہیں ہم نے کیا ہے ۔ شرمندہ کیا ہے
جنت میں چلے جائیں گے ہر تیرے سہارے ۔ اے شاہ جی پیارے
ہے وقت نزع آئیے بالیں پہ خدارا ۔ بسمل ترے
دم توڑتا ہے ہجر میں سر کا رکھا رے ۔ اے شاہ جی پیارے
ان تیرے خلیفوں میں میاں تیری ہی جے ہے
تم بیچ میں ایک چاند ہو اور وہ ہیں تارے ۔ اے شاہ جی پیارے
دیتا ہے صدا در سے کچھ بھیک عطا ہو ۔ یا سید و سجدہ ہو
یہ شیفتہ منگتا ہے بس اب در کا تمہارے ۔ اے شاہ جی پیارے

غزل

میاں مجھے کو جلوہ دکھا تو کہ نا ہیں ۔ یہ وہ یا مرا ہیبتو کہ نا ہیں
تڑپتا ہے دل ہجر سے مثل بسمل ۔ مجھے اپنی صورت دکھا تو کہ نا ہیں
تمہاری طرف میری آنکھیں لگی ہیں ۔ مجھے اپنے در پر بلا تو کہ نا ہیں
در غوث پر جان قالب سے نکلے ۔ یہ حسرت ہماری مٹا تو کہ نا ہیں

ہو گئے ہیں شہرت دس مرشد ۔ ۔ ۔ ہر کی گفت خسرو بچھیو کہ نا ہیں
مرے نصیب میں ہیں دو در کے ۔ ۔ ۔ خسرو کی بستی و کنوا کہ نا ہیں
ہو ہے تحقیق کر کی میاں تو ۔ ۔ ۔ سب خدا سے رہیو کہ نا ہیں

غزل

مرے سب ہیں مرشد بچھیو کہ نا ہیں ۔ ۔ ۔ مجھے اپنا شہید بچھیو کہ نا ہیں
ہمی ہر طرف میں ہی خدا ۔ ۔ ۔ مجھے اپنا جلوہ دکھیو کہ نا ہیں
نسبہ ہجر نے سب سدھ بدھ ۔ ۔ ۔ میاں اپنی صورت دکھیو کہ نا ہیں
مرے دل کا ہو گر مدعا ۔ ۔ ۔ مجھے یاد حق میں رہیو کہ نا ہیں
میاں سب سے گر پوچھو ۔ ۔ ۔ مرا خسرو دل بسیو کہ نا ہیں
مجھے آپ نے پیا حق سے ملایا ۔ ۔ ۔ مجھے بھی خدا سے ملیو کہ نا ہیں
ہو جس پر دعا یا صاحب ۔ ۔ ۔ میاں میری لگی جیو کہ نا ہیں
ترے چھپنے سے ہے روشن ۔ ۔ ۔ میاں رخ سے پردہ اٹھیو کہ نا ہیں
سدا گوکہ تم صحبت سے ہی ۔ ۔ ۔ جہاں منور دیکھیو کہ نا ہیں

غزل

ہے خود حسن گویا مرشد ہی میرا ۔ ۔ ۔ کہ ہے یاد و حشر شاہ جی کا
ہمی سے سامنے ہے اور ۔ ۔ ۔ کہ دیکھا میں جلوہ ہر شاہ جی کا
ہے یاد و شہ سے آبرو سینہ ۔ ۔ ۔ کریں ذکر ہر دم مدد شاہ جی کا
مرا دل ہوا ہے مدینے کے طوطے ۔ ۔ ۔ رہے دل میں یاد غم شاہ جی کا
ہے شہرہ جہاں سے جب زیادہ ۔ ۔ ۔ سب سنگ جپیں ذکر علو شاہ جی کا
جپیں سنگ میں تو ہیں جانے والے ۔ ۔ ۔ کرو ہے ہر ہے قدر شاہ جی کا
ہے یاد ہے ہر کہ ۔ ۔ ۔ ہو ہے یاد ہر کہ مرشد شاہ جی کا

غزل

رخ تاباں سے اب شرقی میں بدھ اٹھا دیجے
دل شہید محبت کے رخ انور دکھا دیجے
بہت فرقت ہوئی پردے سے اب آپے باہر
ملا کر اب وقت سے نور صورت دکھا دیجے
تمنا ہے مرے دل کو دکھا کر روئے روشن کو
شب اب رخ سے اپنی کی خجالت سے چھپا دیجے
دل شہید اپنا تاکی میں کب سے ہے دل
میرے شوخی میاں اب چاند سی صورت دکھا دیجے
یہی دل کی تمنا ہے بھی کہ اب مل دیجے

مجھے اب شاہ جیلانی کا دیوانہ بنا دیجے

تمہارے در کے ٹکڑوں کا پلا ہے اب کہاں جائے
ذرا دولت سے کچھ شہ جی میاں اسکو دلا دیجے

غزل

درِ بار میں مشتاق لقا آئے ہوئے ہیں
نظارہ کی اس رات خبر پائے ہوئے ہیں

یا شاہ جی پردہ رخِ زیبا سے ہٹا دو
شیدائی زیارت کے لئے آئے ہوئے ہیں

اس وقت نہ پوچھے کوئی کچھ حال ہمارا
بے طرح ہمیں شاہ جی یاد آئے ہوئے ہیں

کیا نور برستا ہے زیارت پہ میاں کی
بادل ہیں یہاں نور کو منڈلائے ہوئے ہیں

افسوس درِ پاک پہ دیدار نہ ہو دے
ملنے کو میاں آپ سے ہم آئے ہوئے ہیں

دکھلاؤ میاں بہرِ خدا اب تو تجلی
دل تیری ہی ہجر سے گھبرائے ہوئے ہیں

صورت تیرے صدقے تیرے قربان تصور
تم سے تو دل و جان جلائے ہوئے ہیں

اکدم مری حالت یہ کبھی ٹھیک نہ ہوتی
یہ دونوں مرے قلب کو بہلائے ہوئے ہیں

کرتا ہوں تصور تو نظر آتی ہے صورت
ہوتا ہے یقیں دل میں میاں آئے ہوئے ہیں

اللہ رے کس شہ دیجاہ کی تربت
قدسی پئے تعظیم یہاں آئے ہوئے ہیں

اس در سے نہ ٹلنے کے کبھی حشر تلک ہم
یاں آ تو میاں آپ کے ٹھہرائے ہوئے ہیں

اس پیاری نظر چاند سی صورت پہ تصدق
تقدیر غلاموں کی جو چمکائے ہوئے ہیں

صاف اُن میں نظر آتے ہے اللہ کا جلوہ
جو قلب میاں آپ کے چمکائے ہوئے ہیں

مشکل کوئی درپیش ہوئی آ کے کہیں جب
دکھا کر تسلی کو میاں آئے ہوئے ہیں

کہدو ذرا اک بار تو اللہ بھلا ہو
سننے کو میاں ہم یہ صدا آئے ہوئے ہیں

جب یاد کیا تم نے مشکل میں میاں کو
ہاتھوں کو دعا کیلئے پھیلائے ہوئے ہیں

غزل

رخ سے پردہ اٹھا دو محمد شیر
اپنا جلوہ دکھا دو محمد شیر

حضرت دستگیر میں شیر خدا
شیر یزداں ہے کبریا محمد شیر

قبلہ حاجت روا کے گھر کا ہے شاہ
شاہ شاہ دلدار محمد شیر

بس ہے اللہ کا ہو جسکو
اُس کے حامی ہوتے ہیں یار محمد شیر

ہمسے جیادوں بے سہاروں کے
ہے تو ہی سب کا غمگسار محمد شیر

لات مارے نہ تخت شاہی کو
ہے وہ درکا گدا فقیر محمد شیر

ہاتھ میں ٹیکڑوں مرویوں کے
ایک دنیا ہے تابعدار محمد شیر

ہے وہ اللہ جبار کرے کی صدا
جس سے سب کانپتے ہیں محمد شیر

ہے ٹھکانا انکے گداؤں کا +
تیری دولت ہے بیشمار محمد شیر

اب کہیں لا الٰہ الا اللہ
دل نہ تھرہ ہو یا قرار محمد شیر

آپ کی واہ واہ ہے چار دانگ
واہ! واہ! واہ وا محمد شیر

کھولے دیتی ہے صبر کا پردہ
اب تو پردہ اٹھا محمد شیر

جاؤں اب کس کے آستانے پہ
چھوڑ کر تیرا آستانہ شیر

لوٹنے جائے کس کے قدموں پہ
ساں آ آپ کا ساتھ شیر

غزل

کھلا ہے آج میخانہ محمد شیر صاحب کا
ہر ایک پیتا ہے متوالا محمد شیر صاحب کا

یہ رتبہ اور یہ پردہ محمد شیر صاحب کا
کیا پردہ کھلا مطلب محمد شیر صاحب کا

وہی آئینہ دل مطلع انوار قدسی ہے
کہ جس میں ہو گیا نقشہ محمد شیر صاحب کا

مئے الفت کے ساغر چل رہے ہیں جوش مستی کا
عجب کچھ لطف ہے پیالہ محمد شیر صاحب کا

یداللہ فوق ایدیھم امر وہ تم سمجھ لینا
وہی ہے ہاتھ موصوف محمد شیر صاحب کا

جہاں لکھ دیکھ لے جادو جو کوئی صاف الٹ جاوے
بتا ہر گوکہ ہے پردہ محمد شیر صاحب کا

فنا فی الشیخ ہو اصطلحوں کہا جس نے نظر آیا
جدھر دیکھا ادھر جلوہ محمد شیر صاحب کا

لبالب جام پی تو شربت دیدار کے پیاسو
کہیں ہے ذکر اللہ کا کہیں ہے شغل اذکار کا
تجھے کیا خوف ہو نفس لعیں کی جملہ سازی سے
دلاور ہوں غلام حیدری محمد شیر صاحب کا

رواں ہے فیض کا دریا محمد شیر صاحب کا
جدھر دیکھو ادھر چرچا محمد شیر صاحب کا

غزل

تصور کام کرتا ہے ہمارے دلبر نشتر کا
ہجوم یاس قالب میں دل بیمار میں بھلیں
بہت تھیں اضطراب میں پیو تو اب منظر کا
اثر ہے شاہ جی کے نعرۂ اللہ اکبر کا
جناب غوث کے پائے مبارک اور یہ سر میرے
رکھے مرہم کوئی خادم محمد شیر کے گھر کا
نہیں جانتا ہوں کہ اعظم عشق ہے پیر نے
سبحان اللہ یہ رتبہ! میاں کو دوش احمد کا
محبت سے مرے مرشد نے مجھ پر ہاتھ پھیرا کہ
محمد شیر کا راہ خدا سے کب قدم سرکا
ہمارے شاہ جی کا آستانہ ہی درجنت
یہی تو تاج ہوگا دن قیامت کے مرے سر کا
میاں زاہد ادھر سے سیدھے جنت کو چلے جاؤ
قدم رکھنا نہیں زیبا کہ موقع ہے یہاں سر کا
سنا یا ہے بہت یا شاہ جی درد جدائی نے
کھلا ہے یہ جو دروازہ محمد شیر کے گھر کا
بکثرت ذکر اللہ سے خادم فیض پاتے ہیں
اٹھا دیجے رخ زیبا سے گوشہ آپ تو چادر کا
ہر اک نشتر لبی پر ترس کھا کر حشر کو مرشد
جما لیتے ہیں نقشہ دل میں جب جلوے منور کا
چلا آتا ہے موجیں مارتا مضموں سر دلبر
دلاتا ساقی کوثر سے مجھ کو جام کوثر کا
اسے پکار کر بلا لیگا آستانہ پر
ہے مجھ میں نور فیض اے شیر دل تیرے سمندر کا
کہا جب شاہ جی نے لاج رکھے حشر میں مولیٰ
کہ تجم زار کہتا ہے محمد شیر کے گھر کا

غزل

تہیدستی کا تم ہم کو نہ کچھ دو زجر ہوگا
میاں کے فیض کا باڑہ وہاں بھی بٹ رہا ہوگا

تو پھر دامن ہمارا بھی گل مقصد سے بھر ہوگا
وہ سیدھے سیاں سے ہر [illegible]
[illegible] ہوگا
تصور میں جناب شاہ جی کے جب کہ میدانی
[illegible]
ہمارے شاہ جی کے آستانے کوئی ماں
کبھی خالی دل تشنہ بے مقصد نہ پھرا ہوگا
جماعت ساتھ میں ہوگی قیامت کو مریدوں کی
محمد شیر مرشد کا وہاں میلہ لگا ہوگا
کوئی خادم ادب سے دست اقدس چومتا ہوگا
کوئی پابوس ہوگا کوئی حسرت تک رہا ہوگا
کوئی شیخ ادا سے آپ کی بدرہ لئے گا فضل
کوئی مانند بسمل عشق میں لوٹتا ہوگا
کسی کو قامت زیبا کا سایہ مل گیا ہوگا
کسی کے ہاتھ دامن شاہ جی کا اب ہوگا
کوئی افسانۂ غم سارے آکر سنا لیگا
خجل ہو کر کوئی عصیاں سے اپنی دور ہوگا
طبیب اکبر یا نک شاہ جی پہونچائیں گے ہم کو
وہ سیدھے پھر شفاعت کا ہماری منتظر ہوگا

غلامان جناب غوث اعظم باغ جنت میں
ہزار اک دوسرے سے شاد خنداں مل رہا ہوگا

غزل

آج اس عالم میں ہے جلسہ محمد شیر کا
کل کے گا حشر کو میلہ محمد شیر کا

آج ہم اکٹھے ہوئے ہیں یاد دلبر کے لیے
آج ہم مبارک باد دیتے ہیں دلاور کے لیے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

آج [illegible] یہاں [illegible] ہم
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رونقِ بزمِ فنا فی اللہ رہیں
جن سے ہے دل پہ ہمارے روشنی
ہیں یہی مرشد ہمارے ہم مُرید
ہم بدوں کو نیکی کرینگے یہ سعید
ہم کو دلوائیں گے حوریں جنتی
بحقِ حاصی اب خدا کیوا سطے
بخشش یارب مصطفےٰ کیوا سطے
دل ہمارا نور سے کر منجلی

یہ تو ہے کہ بقا باللہ ہیں
ہیں وہ خورشیدِ ہدایت شاہ جی
ہے انہیں سے ہم کو ہر لحظہ اُمید
حشر کو دلوائینگے وہ ما مراد
پیشِ حق کرینگے شفاعت شاہ جی
ہاتھ اُٹھاتا ہے خدا کیوا سطے
انبیاؤ اولیا کے واسطے
از برائے پیر و مرشد شاہ جی

غزل

نبیؐ کی پاک محفل میں محمدؐ شیر آتے ہیں
سجاتے ہیں جو بزمِ شہ میں ذکرِ شہ کو گلدستے
ٹہلتے ہیں کبھی کالی کملیا ڈالے کاندھے پہ
جہاں پر ذکر ہوتا ہے جنابِ غوثِ اعظم کا
قدم رکھتے ہیں اہلِ سلسلہ جب ہو کے جنگل میں
اگر اے شیخ تیری لاکھ دشمن ہوں تو کیا غم ہے

ہمارے خانۂ دل میں محمدؐ شیر آتے ہیں
وہاں شکلِ غزالِ میں محمدؐ شیر آتے ہیں
کبھی گھونگٹ سے محفل میں محمدؐ شیر آتے ہیں
تو اس پاکیزہ محفل میں محمدؐ شیر آتے ہیں
تو ہر دشوار منزل میں محمدؐ شیر آتے ہیں
مدد کو تیری مشکل میں محمدؐ شیر آتے ہیں

غزل

دل مرا سوئے پیر و مرشد ہے
کچھ نہ پوچھو ہمارا حال اس دم
واہ زلفوں پہ تری شاہِ عرب
عطرِ سنت مہک رہا ہے یہاں
جم گیا رنگ آج مجلس میں

عاشقِ روئے پیر و مرشد ہے
یاد گیسوئے پیر و مرشد ہے
مشک آہوئے پیر و مرشد ہے
پا یہ خوشبوئے پیر و مرشد ہے
ہر طرف ہوئے پیر و مرشد ہے

کلمہ لا الٰہ الا اللہ
راستہ ہے جو غوث اعظم کا
عشق کی جانچ لگی بیٹھی کی
تو سن تو اب اے حکم کیوں نہ چلے

ذکر ہر وقت پیر و مرشد کا
بس یہی کیمیا ہے پیر و مرشد کا
بیڑا پار ہے پیر و مرشد کا
زور باز ہے پیر و مرشد کا

غزل

دیکھ لو دربار شاہانہ محمد شیر کا
مست ہوں کیونکر نہ جام معرفت سے آج ہم
کیوں نہ جلکر خاک ہو جائے شمع توحید پر
محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں حضور
قیس ہوں فرہاد ہوں لیلیٰ ہوں کب شیریں ہوں میں
خم پہ خم ساغر پہ ساغر بٹ رہا ہے بزم میں
اللہ تیری لاج رکھے اور کرے اللہ بھلا
شوق سے کھانا کھلاتے تھے خدا کی راہ میں
حکم تیرے نعرۂ پر درد سینہ سوز سے

اور یہ رنگ فقیرانہ محمد شیر کا
کھل رہا ہے جبکہ میخانہ محمد شیر کا
کس کا پروانہ ہوں پروانہ محمد شیر کا
اس لئے ہوتا ہے یاں آنا محمد شیر کا
ایک دیوانہ ہوں دیوانہ محمد شیر کا
دور پر ہے آج پیمانہ محمد شیر کا
کیا پیارا تھا یہ فرمانا محمد شیر کا
بس یہی تھا کام روزانہ محمد شیر کا
یاد آجاتا ہے افسانہ محمد شیر کا

غزل

محمد شیر کے جلوے نظارے غوث اعظم کے
نظر کی کشتیاں دریائے وحدت کی طرف جائیں
سنور جائے نہ کیوں یہ خانۂ دل انکی زینت سے
تمہیں انبیا جان قمر محبوب داور ہے
محمد شیر کی الفت میں سینہ چاک کرتے ہیں
مسیحائی سے مُردے ہی نہیں دل زندہ ہوتے ہیں

مرے دل کو ضیا بخشیں یہ پیارے غوث اعظم کے
بہا کر لے چلے مرشد کنارے غوث اعظم کے
محمد شیر مرشد ہیں سنوارے غوث اعظم کے
ہیں سارے اولیاء اللہ تارے غوث اعظم کے
رسول اللہ کے پیارے دلارے غوث اعظم کے
زباں سے تم اگر کہدیں ہمارے غوث اعظم کے

گنہگار تو ہم بہت ہیں ولیکن
نہ کیوں شاہ جی کی محبت ہو دل میں
نہ ڈوبے گی کشتی کبھی بحرِ غم میں
در شاہ جی پر جھکا کر یہ سر ہم
ہمیں اے اجل تیرا کھٹکا نہیں ہے
دیارِ بقا کیوں نہ حاصل ہو ہم کو
پرستار ہیں نورِ خدا اُن کے اوپر
جلا آتشِ عشقِ مرشد سے تن من
عیاں جا بجا شاہ جی کا ہے جلوہ
ہمیں جمعہ کی شب شبِ قدر یوں ہے
میاں کی فقط ایک نگاہِ کرم سے
عنایات سے غوثِ اعظم کی کامل
درِ غوث پر شاہ جی کے کرم سے
سجے کیا محمد بشیر آپ پر وہ
بسی عطرِ سنت سے بزمِ مقدس
ہوا شاہ جی کے چمن سے جو آئی
مُریدو اِدھر آؤ دیکھو تجلّی
میاں کی جو تربت پہ غمگین پہونچا
مرے شاہ جی کی زیارت پہ اکثر
ارادہ جو طیبہ کا ہم کر رہے ہیں
نگہبان ہیں سجدہ روزِ جزا سے

ہیں شاہ جی کے سہارے ہوئے ہیں
کہ وہ پیر و مرشد ہمارے ہوئے ہیں
میاں نا خدا جب ہمارے ہوئے ہیں
گناہوں کی گٹھری اُتارے ہوئے ہیں
کہ ہم تیغ اُلفت کے مارے ہوئے ہیں
کہ ہم پیر و مرشد کے مارے ہوئے ہیں
میاں آپ کے جو سہارے ہوئے ہیں
وہ پیدا جگر میں شرارے ہوئے ہیں
وہ آنکھوں میں روشن ستارے ہوئے ہیں
کہ مرشد کے اشبہ نظارے ہوئے ہیں
مُریدوں کے روشن ستارے ہوئے ہیں
فقیروں میں مرشد ہمارے ہوئے ہیں
میاں اب تو بستر ہمارے ہوئے ہیں
میاں کے جو جیتے اُتارے ہوئے ہیں
مرید آپ کے گل ہزارے ہوئے ہیں
تو کھل کھل کے دل گل ہزارے ہوئے ہیں
میاں رُخ سے چادر اُٹھائے ہوئے ہیں
وہ شاداں ہوا غم کنارے ہوئے ہیں
خدا و ستور کے نظارے ہوئے ہیں
یہ شاید میاں کے اشارے ہوئے ہیں
مددگار مرشد ہمارے ہوئے ہیں

غزل

مرتبہ دیکھو کہاں پہونچا محمد بشیر کا
قدسیوں میں ہے نشاں اونچا محمد بشیر کا

دیکھنے والو چلو دیکھو جو ہو منظور سیر
ہے بہارِ بے خزاں روضہ محمد شیر کا

وہ مقدس آستاں کو چھوڑ کر جائیں کہاں
جان و دل سے جو ہوا شیدا محمد شیر کا

آفتابِ حشر کی گرمی کا ادھر کھٹکا نہیں
جس کے سر پہ ہو گیا سایہ محمد شیر کا

صاف ستھرے ہو گئے سارے گناہوں سے مرید
ابرِ رحمت جس گھڑی برسا محمد شیر کا

دل سے اللہ کے نعرے جب چلے سوئے فلک
ابرِ رحمت جھوم اٹھا بس محمد شیر کا

طائرِ جاں کیوں نہ اڑ جائے ہوائے شوق میں
یاد آئے جب اُسے روضہ محمد شیر کا

مانگتا ہے دم قدم کی بھیک دیکھیں کون دے
ہاتھ پھیلائے ہوئے منگتا محمد شیر کا

مانگنے والوں کے دامن نعمتوں سے بھر دیئے
فیض پر جب آگیا دریا محمد شیر کا

نعرۂ اللہ اکبر کے نہ کیوں ڈنکیں بجیں
نام لے گا جب کوئی شیدا محمد شیر کا

کیا تعجب ہے کہ دھل جائیں مریدوں کے گناہ
قادری دریا سے ہے چشمہ محمد شیر کا

ہیں بھری محفل کے دولھا شاہ مولانا بشیر
اُن کے دم سے ہے یہ سب میلہ محمد شیر کا

دیکھنا ڈر کر قیامت ایک طرف ہو جائیگی
جھومتا نکلے گا جب شیدا محمد شیر کا

وہ غنی کہلائے گا اور دور ہو گی مفلسی
جان و دل سے جو فدا ہو گا محمد شیر کا

غزل

عرس والا ہے شاہ محمد شیر
بزم اعلےٰ ہے شاہ محمد شیر

شاہ جی قبلہ کی معرفت کا سبق
دینے والا ہے شاہ محمد شیر

ہم فقیروں کی محفلوں میں نامِ خدا
مسند آرا ہیں شاہ محمد شیر

مصطفےٰ کی محبت خدا کی رضا
عاشقِ مرتضےٰ شاہ جی پر فدا

جاں نثارِ شہیدِ کربلا
زیرِ دامانِ سرکارِ غوث الورا

جنکو کہتے ہیں کامل ولی اولیا
ہیں وہ سلطانِ شاہِ محمد شیر

عرس میں رونق افروز ہیں شاہ جی
شاہ احمد علی اور سارے ولی

سج رہی ہے یہ کیا انجمن قادری
نجم اب مانگ لے دعائے ولی

ہے یہ دربار شاہ مشیر		ہے محل میں ہمارے شبیر شبیر خدا	

غزل

سرورِ اہلِ ولایت شانِ مولانا بشیر	باسعادت پیرِ امت شانِ مولانا بشیر
ہے گلِ یکتا کی رنگت شانِ مولانا بشیر	رنگ میں ہر رنگ سے رنگت شانِ مولانا بشیر
جس طرف کچھ کی عنایت مشکل آساں ہو گئی	ہے سراسر حق کی رحمت شانِ مولانا بشیر
قربِ حق تک ہو رسائی طالبِ اسرار کی	گر دکھا دے کچھ محبت شانِ مولانا بشیر
ایک نگاہِ لطف ہم پر ڈالئے بہرِ خدا	کھول کر چشمِ عنایت شانِ مولانا بشیر
تیرے بہرے فیض سے سیراب ہیں ہم تشنہ لب	کر دے ظاہر ایسی شفقت شانِ مولانا بشیر
کیا لکھے اوصاف تیرا خامۂ سینہ شگاف	ہے تری خالق سے قربت شانِ مولانا بشیر
جا نہیں سکتے ہیں جس جا پر کبھی وہم و خیال	وہاں پہنچی تیری عظمت شانِ مولانا بشیر
قدسیوں کی یوں نگاہوں میں تو رہتے ہو سدا	جیسے آنکھوں میں بصارت شانِ مولانا بشیر
سیر کرتی رہتی ہے عرشِ بریں کی رات دن	اللہ اللہ تیری عظمت شانِ مولانا بشیر
سنگ دل ہو جائے ٹکڑے ایک ضربِ آہ سے	گر دکھا دے اپنی قدرت شانِ مولانا بشیر
جلوۂ فیضان سے شاہ جی محمد مشیر کے	تجھکو دی خالق نے رفعت شانِ مولانا بشیر
مرشدِ کامل نے تجھکو خوب کامل کر دیا	آگئی یوں تجھ میں رنگت شانِ مولانا بشیر
سب مقاماتِ طریقت میں ترا حامی ہوا	شاہ جی کا فیض خدمت شانِ مولانا بشیر
شاہ جی صاحب کا تجھ سے سلسلہ جاری ہوا	کہتے ہیں اربابِ ملت شانِ مولانا بشیر
ہے دعا یہ نفع پہنچائے تمامی خلق کو	تیری الفت اور محبت شانِ مولانا بشیر
کر دے روشن عاجز فلاح کا تاریک دل	آفتابِ چرخِ خلقت شانِ مولانا بشیر

غزل

ہے آپ ہی سے میری التجا بشیر میاں	ہیں آپ چشمۂ فیض و عطا بشیر میاں

نگاہِ لطف ادھر بھی ذرا بشیر میاں
کہوں میں آپ کا ادنیٰ گدا بشیر میاں

تمہارے سامنے پھیلا ہے ہاتھ منگتا کا
تمہارے ہاتھ ہے لاج اب بشیر میاں

یہ التجا ہے خدا سے کہ روح جب نکلے
تمہارے قدموں پہ ہو سر بشیر میاں

کہیں نہیں ہے مرے درد مصیبت کا علاج
حضور آپ کے در کے سوا بشیر میاں

اندھیری قبر میں لگتا نہیں ہے دل مرا
دکھا دو جلوۂ زیبا ذرا بشیر میاں

فرشتے قبر میں جب مجھ سے پوچھنے آئیں
تو فیض آپ کا ہو رہنما بشیر میاں

بروز حشر سوا نیزے پر ہو جب سورج
تو سر پہ آپ کا دامن ہو یا بشیر میاں

پلِ صراط پہ جب ڈگمگائیں میرے قدم
تو کیجئے گا مدد آ کے یا بشیر میاں

گلِ مراد سے بھر دیجئے مرا دامن
کھڑا ہوں دیر سے در پر میں یا بشیر میاں

ہے وقتِ نزع مدد کیجئے خدا کے لئے
بچائیے مجھے شیطاں سے یا بشیر میاں

حبیب آپکا در چھوڑ کر کہاں جائے
نہیں ہے اسکا کہیں آسرا بشیر میاں

غزل

میں ہوں مدت سے دیوانہ محمد شیر حضرت کا
ہوں مجنوں اور مستانہ محمد شیر حضرت کا

میں طالب ساغرِ وحدت کا ہوں اے ساقیا مجھکو
پلا دو بھر کے پیمانہ محمد شیر حضرت کا

جنوں کا میرے شہرہ ہو رہا ہے سارے عالم میں
ہوا ہوں جیسے دیوانہ محمد شیر حضرت کا

مریدو تم کو کاشانہ محمد شیر حضرت کا
درِ شہ کا کیا کہنا ہے بیشک قصرِ جنت ہے

ہے کیا دربارِ شاہانہ محمد شیر حضرت کا
تمنا بادشاہوں کو ہے اس در کی گدائی کی

وہاں جاری ہے میخانہ محمد شیر حضرت کا
مئے وحدت کے پیاسو آؤ پیلی بھیت میں جلدی

غزل

جو پہونچے ہم درِ شہ جی پہ التجا کے لئے
مرادِ دل نے قدم دو رسے دعا کے لئے

میاں مرید کھڑے رو رہے ہیں مرقد پر
گلے سے اٹھ کے لگا لو انہیں خدا کے لئے

غزل

شاہ جی میرے فیض کا دریا بہا ہوا
ذرہ پر آفتاب کا سایہ پڑا ہوا

خلق پھرتی ہے تیرے کوچہ تک آج تک
یاد ہے تیرا خون کرم ہے بچا ہوا

تیری یہ رفعت و بارگاہ شاہ جی
در پہ ہے آسمان ذرہ سے جھکا ہوا

سید حق چہار دہ شیر خدا کے عرق پر
شیر زن کے شیر بچہ کو ذرہ ملا ہوا

آبرو جو فتح کو مزار حضور پر
رحمت کا آگے آگے پرا تھا بڑھا ہوا

مرقد ہے سجدہ گاہ فلک تیرا شاہ جی
میلے اسی سے خاک کا رتبہ بڑا ہوا

پاشاہ وقت فیض ہے حاضر ہیں سب مرید
تیری طرف کو دھیان ہے سب کا لگا ہوا

غزل

آج ہے اللہ کی رحمت یہاں
لٹتی ہے کونین کی دولت یہاں

ہوتی ہے کس شاد کی مدحت یہاں
جو نظر آئے گی جنت یہاں

آئے ہیں اس بزم میں سب جنتی
پیر نعمت شاہ جی احمد غنی

آج ہیں اس بزم میں شاہ رسل
آج ہے اس جا فرشتوں کا نزول

آج مہکے ہے چمن میں پھول پھول
آج ہوتی ہیں دعائیں سب قبول

آج شاہ بزم میں ہیں سب ولی
غوث الاعظم شاہ جی احمد غنی

آج ہے رضوان جنت آئے ہیں
بلبلان بار جنت آئے ہیں